اردو ادب اور نفسیات

Urdu literature and Psychology

ڈاکٹر راحیلہ خورشید

اسسٹنٹ پروفیسر، شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونی ورسٹی پشاور

ڈاکٹر محمد الطاف یوسفزئی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

Keywords:

Psychological impacts in Urdu literature, psycho analysis of author

Abstract: As much as there are education system in the world or as many subjects are taught. Psychology is the only subject of them. This has a deep connection to human life and human problems. Because psychology is the name of the study of human character and mind. And the other way literature is the reflection and analyst of society. Therefore, the relationship of literature with psychology is inseparable. Literature is primarily the manifestation of psychological attitudes, emotional fluctuations, and tendencies. In psychology, it is more important to examine the mind and role of the author than create. Literature is a great asset in which psychological consciousness can be seen. Sigmund Freud is the first psychologist, whose dissolution of psycho analysis had profound effects on the human personality. Freud theory could not survive without influencing literature.

کلیدی الفاظ: ادب، نفسیاتی عوامل، مصنف کا نفسیاتی شعور، لاشعور، تخلیقی عمل

ادب اور نفسیات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دنیا میں جس قدر تعلیم کے نظام موجود ہیں یا جتنے موضوعات پر درس دیا جاتا ہے۔ ان میں سے علم نفسیات وہ واحد مضمون ہے جس کا انسانی زندگی اور انسانی مسائل کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیوں کہ نفسیات انسانی کردار اور ذہن کے مطالعے کا نام ہے۔ دوسری طرف چونکہ ادب معاشرے کا عکاس اور ترجمان ہے۔ اس لئے اس کا رشتہ بھی نفسیات سے لازم و ملزوم ہے۔ ادب بنیادی طور پر نفسیاتی رویوں، جذباتی اتار چڑھاؤ اور رجحانات کے نمود ہی کا نام ہے۔ ادب کی تخلیق میں بلکہ ادبی سطح پر تنقید کرتے ہوئے بھی ادب کی کار فرمائی سے انکار ممکن نہیں۔ ادب چاہے نثری صورت میں ہو یا شعری پیکر میں، نفسیات کے ساتھ گہرے روابط کا غماز ہے۔ افسانوی ادب (داستان، ناول، ڈرامہ اور افسانہ) نفسی محرکات کی تصویر کشی کا مظہر رہا ہے۔ ادب ایسا عظیم سرمایہ ہے جس میں نفسیاتی شعور کی کار فرمائی دیکھی جاسکتی ہے۔ اول تو یہ کہ ادیب کی ذہنی اور نفسیاتی کیفیت کا اظہار اس کی تحریروں میں جگہ جگہ دکھائی دیتا ہے۔ کیوں کہ ایک انسان ہونے کے ناطے اس کی اپنی نفسیات، محبت، نفرت، ضد، انا، دکھ سکھ، اغراض و مقاصد، بھوک یا جنس، انتقام، غصہ، حسد، احساس کمتری اور احساس برتری جیسے عوامل سے مربوط ہے۔ اس لئے ادیب ان عوامل کی روشنی میں ادب پارہ تخلیق کرتا ہے اور کرداروں کے مکالموں، حرکات و سکنات اور عمل کے ذریعے نفسیاتی کیفیت کو سامنے لاتا ہے۔ شروع شروع میں ادب کو انسان اور انسانی مسائل کے حوالے سے جداگانہ چیز گردانا جاتا تھا ادب کا انسانی سرگرمیوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب نفسیات کی اہمیت سامنے آتی گئی اور ماہرین نفسیات فطری طور پر ادب کی طرف رجوع کرنے لگے تو ماہرین نفسیات کو فنکار کے ذہن، عمل اور کردار کے مطابق فن پارے کا جائزہ لینا سب سے زیادہ فطری معلوم ہوا۔ یونگ کے مطابق:

> ''یہ تو بالکل واضح ہے کہ نفسیات کو جو کہ نفسی عمل کا مطالعہ ہے ادب کے مطالعے کا بھی ذریعہ بنایا جاسکتا ہے کیوں کہ انسانی دماغ سارے علوم و فنون کا سرچشمہ ہے''(۱)

کلیم الدین احمد لکھتے ہیں:

> ''ماہر نفسیات کا یہ قابل تحسین شوق اور جوش اس کی لامتناہی رجائیت کی وجہ سے تھا۔ اسے معلوم تھا کہ نفسیات انسانی زندگی اور ادب میں تبدیلی لانے جارہی ہے''(۲)

تخلیقی سرچشمے کے حوالے سے بہت عرصے تک یہ سمجھا جاتا رہا کہ ''آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں''لیکن ماہرین نفسیات نے ادب کا نفسیاتی سطح پر جائزہ لینے کے بعد یہ ثابت کیا کہ فکر و خیال کا یہ دھارا فنکار کے وجود سے ٹپکتا ہے اس لیے شخصیت اور شخصی مسائل کی

اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ لہذا کسی بھی ادب پارے کا نفسیاتی سطح پر جائزہ لینے سے پہلے تخلیق کار کا نفسیاتی جائزہ لینا از حد ضروری ہے تا کہ نفسیاتی شعور کی مدد سے مصنف کے ذہن تک رسائی حاصل کی جائے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ تحریر کرتے ہیں:

''ادب۔۔۔۔۔کے ذریعے فن کار جذبات اور خیالات کو اپنی نفسی اور شخصی خوبیوں میں ڈھال کر

۔۔۔۔۔۔ظاہر کرتا ہے۔''(۳)

گویا علم نفسیات میں تصنیف سے زیادہ مصنف کے ذہن و کردار کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ دراصل نفسیات لاشعور میں دبی ہوئی ان خواہشات و احساسات کا احاطہ کرتی ہے جس سے متاثر ہو کر فنکار نے شعر و ادب کا راستہ اختیار کیا اس طرح ادیب کے تخلیقی عمل کو سمجھنے کے لیے نفسیات کی روشنی میں اس کے ذہنی عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شارب ردولوی نفسیات اور ادیب کے تخلیقی عمل کے باہمی ربط کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

''نفسیات کی توسط سے فنکار کی تخلیق کا جائزہ لینا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فنکار کی نفسی

کیفیت اور تخلیقات کے حوالے سے خارجی اور داخلی رجحانات کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔''(۴)

جدید نفسیات کے نظریے عام ہونے کے بعد تخلیقی عمل اور فرد کی ذات میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ادبی تخلیق کے حوالے سے ذہن کے ان پوشیدہ گوشوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جن کی وجہ سے ادیب مختلف تجربات اور پیچیدگیوں سے دوچار ہوا ہے۔ ادب اور ادب کی تخلیق سے متعلق لاتعداد مکتبہ فکر سامنے آئے۔ جنہوں نے اپنے نظریات کے مطابق ادب اور نفسیات کے باہمی ربط کو اجاگر کیا اور ادب کو نئی جہت سے روشناس کرایا۔ نفسیاتی حوالے سے ادب کو نیم شعوری اور غیر شعوری محرکات کا عکاس کہا گیا۔ ادب کا نفسیات سے رشتہ بیسویں صدی کے آغاز میں سامنے آیا اور اس باہمی ربط کا سبب بیسویں صدی میں پیش آنے والے وہ سماجی حالات تھے جنہوں نے فرد کو داخلی سطح پر انتشار اور کشمکش میں مبتلا کیا۔ اس دور میں صنعتی اور مادی ترقی نے جس تیزی سے اپنا سفر طے کیا۔ وہیں اس مقصد کے حصول کے لیے عیاری، مکاری اور دھوکہ دہی کو جائز عمل قرار دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سرمایہ درانہ نظام نے فرد کی ذاتی اور سماجی زندگی کو نفسیاتی اتار چڑھاؤ سے دوچار کر دیا۔ نتیجتاً ان سماجی کروٹوں کی وجہ سے فرد کی شخصیت بری طرح مسخ ہوئی اور وہ مختلف نفسیاتی عارضوں کا شکار ہوا۔ یہ نفسیاتی عارضے جو ذہنی کرب اور جذباتی کشمکش کا نتیجہ تھے فرد کو اضطراب اور بے سکونی کے گھنے جنگل میں دھکیل رہے تھے۔ ضروری ہو گیا تھا کہ ان مسائل کا نفسیاتی حل تلاش کیا جائے۔ سگمنڈ فرائڈ پہلا ماہر نفسیات ہے جس نے اپنے مشاہدات اور تجربات کے ذریعے انسانی لاشعور میں

موجود خواہشات اور مسائل کو دریافت کیا اور فرد کے نفسیاتی عارضوں کا حل تلاش کیا۔ فرائڈ نے لاشعور کو اپنا طریقہ علاج تحلیل نفسی سے مربوط کیا۔ اس کے مطابق تحلیل نفسی کا تعلق ہر فرد کے ساتھ ہے خواہ وہ شخص بیمار ہو یا صحت مند، تحلیل نفسی نے انسانی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ فرائڈ کا یہ نظریہ ادب کو بھی متاثر کیے بغیر نہ رہ سکا۔ تحلیل نفسی کے نظریے نے نہ صرف نفسیاتی مریضوں کی اصلاح میں بہترین کردار ادا کیا بلکہ شعر و ادب پر بھی دور س اثرات مرتب کیے ڈاکٹر سلیم اختر تحلیل نفسی کے ادب پر اثرات کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

> ''فرائڈ نے تحلیل نفسی کی روشنی میں جو ادبی نظریہ پیش کیا وہ اپنی انفرادی صورت میں یا فرائڈ کے تمام نظریات سے عدم واقفیت کی بنا پر ایک عام قاری کو شائد درست نظر نہ آئے، لیکن اس کے نظام فکر کے تناظر میں یہ ادبی نظریہ نہ صرف درست معلوم ہوتا ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ادب کا نظریہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ ۔۔۔۔۔اس کی وجہ یہ ہے کہ فرائڈ نے جس طرح ذہنی صحت کے اصول ذہنی مریضوں سے اور اعصابی توازن کے اصول اعصابی خلل کی علامات سے اخذ کیے اسی طرح اس نے ادب کا نظریہ بھی اپنے مریضوں کی نفسی سرگزشتوں سے حاصل کیا''(۵)

تحلیل نفسی کے ذریعے ایسی پوشیدہ صلاحیتوں سے آگاہی حاصل ہوئی جو ادب کی شناخت میں مدد دے سکتی ہیں۔ تحلیل نفسی کے ذریعے فنکار کے اندر جھانکا جاسکتا ہے اور فنکار کے اندر اتر کر اس کی فطری جبلّتوں کو سمجھ کر فنکار کی شخصیت سے واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے ۔ڈاکٹر سلیم اختر تحریر کرتے ہیں:

> ''فرائڈ نے نفسیاتی سطح پر انسانی دماغ میں موجود پیچیدگیوں کو حل کرنے، نفسی عوامل کو سمجھنے ۔۔۔۔ نظریہ ادب میں تخلیق کاروں کی تحریروں کی سمجھ بوجھ کے حوالے سے جداگانہ انداز پیش کیا۔''(۶)

نفسیاتی سطح پر انسانی زندگی میں لاشعور کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، انسانی شعور کا مضبوط تعلق لاشعور سے جڑا ہوا ہے فرد کی زندگی میں پائی جانے والی نفسیاتی الجھنیں دراصل ان تشنہ آرزؤں کا نتیجہ ہوتی ہیں جنہیں فرد Super Ego کی وجہ سے وقتی طور پر دبا دیتا ہے وہ تشنہ

خواہشات انسانی لاشعور کا حصہ بن جاتی ہیں اور موقع ملتے ہی تسکین کا راستہ تلاش کرتی ہیں۔لاشعور کے متعلق اس نظریے نے انسانی زندگی کے چھپے ہوئے گوشوں کو بے نقاب کیا اس تصور نے نہ صرف ادب کو متاثر کیا بلکہ نئے موضوعات کو بھی ادب کا حصہ بنایا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد ادیب کی نفسیات کے لحاظ سے ادبی تخلیقات میں دلچسپی سامنے آئی اور ادیب کے داخلی مسائل کے اثرات اس کی تخلیقات کے حوالے سے لازم و ملزوم ٹھہرے ادیب کے داخلی مسائل کا تعلق اس کی تخلیق کے ساتھ جوڑنے کا نظریہ سب سے پہلے فرائڈ نے پیش کیا۔فرائڈ نے ادب پر نہ صرف تحلیل نفسی کے اثرات کو واضح کیا بلکہ ادب کی تخلیق میں ادیب و شاعر کے داخلی مسائل کے اثرات شعر،ڈرامے،ناول،افسانے،مواد اور پیشکش پر بھی واضح کیے یہاں تک کہ حروف کی اشکال کھینچتے وقت ادیب کے ہاتھوں،آنکھوں اور چہرے کی حرکات و سکنات کا تعلق بھی نفسیاتی سطح پر داخلی مسائل کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر تحریر کرتے ہیں:

> ''تخلیق ادب میں کاغذ اور قلم کا میلاپ اہم ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادیب کے ہاتھوں کی جنبش اور حروف کے دائرے اور قوسین بنانے اور کششیں کھینچنے میں منحصوص حرکات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتیں اس لیے کہ یہ محض میکانکی یا خودکار نہیں ہوتیں بلکہ یہاں بھی لاشعوری اثرات کی کارفرمائی دیکھی جا سکتی ہے ۔ ۔۔۔۔۔۔اور یوں تخلیق کار کی پوری شخصیت نوک قلم سے روشنائی کی صورت میں صفحہ پر منتقل ہوتی ہے اس طرح ادب اور نفسیات کا مسئلہ دراصل ادب اور ذہن کا مسئلہ بن جاتا ہے''(۷)

یہاں نفسیات کا تحریر کے ساتھ انتہائی قریبی تعلق قائم کیا گیا ہے کہ حروف تحریر کرتے وقت ہاتھوں کی حرکات و سکنات آنکھوں کی حرکت ، چہرے کا حروف اور الفاظ کے ساتھ متغیر ہونا، ہونٹوں کا سکڑنا اور پھیلنا یہ سب نفسیاتی تاثر اور اثر پزیری کے مرہون منت ہے ۔جب ہی نفسیات اور زبان، زبان اور ذہن، ذہن اور ادب، ادب اور نفسیات باہم مربوط ہیں۔

مغرب کے افسانوی ادب کا نفسیاتی سطح پر جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے آخر میں افسانوی ادب پر نفسیات کے گہرے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔جدید نفسیات کے اثرات کو جن ادیبوں نے اپنایا ان میں قابل ذکر ڈی۔ایچ۔لارنس، پروست ، موپساں اہم مقام کے حامل ہیں۔اردو کے افسانوی ادب پر علم نفسیات کا اثر انہی ادیبوں کے رجحانات کی وجہ سے ہوا

۔ہمارے افسانہ نگاروں نے مغربی افسانہ نگاروں سے جن جن نفسیاتی عوامل کو اپنانے کی کوشش کی اُن میں شعور کی رو، انسانی محبت کا جذبہ اور اس جذبے سے پنپنے والے نئے خیالات اور نئی کیفیات کے علاوہ نفسیاتی کش مکش میں ڈوبی ہوئی کردار نگاری قابل ذکر ہے۔ماہرین نفسیات ادب کی تخلیق کے سلسلوں کو بھی نفسیات کے ساتھ جوڑتے ہیں ان کے مطابق ادب میں موجود واقعات، کردار، اشارے کنایے اور علامتوں سے مل کر انسانی نفسیات تشکیل پاتی ہے۔

اردو افسانے اور نفسیات کے باہمی ربط کے حوالے سے ۱۹۳۰ اور اس کے بعد کا زمانہ اہمیت کا حامل ہے اس دور میں اردو افسانے نے نفسیاتی رجحانات کا اثر قبول کیا۔ یہ وہ دور تھا جب فرائڈ اور باقی نفسیات دان اردو ادیبوں کو متاثر کر چکے تھے۔اسی دور میں سعادت حسن منٹو کا افسانہ ''انگارے'' منظر عام پر آیا اس افسانے میں لارنس اور جیمز جوائس کی تحریروں کا اثر نمایاں تھا۔ منٹو کے علاوہ عزیز احمد، عصمت چغتائی، راجندر سنگھ، بیدی، ممتاز مفتی، سجاد ظہیر اور قرۃ العین حیدر نے بھی فرائڈ کے نظریات کا اثر قبول کیا انگارے کی اشاعت کے بعد اردو ادب میں نئے نفسیاتی رجحانات شامل ہوئے منٹو نے حقیقت نگاری سے کام لیتے ہوئے عورت اور خاص طور پر طوائف کی نفسیات کو ادب کا موضوع بنایا۔ منٹو کے علاوہ ممتاز مفتی کے بیشتر افسانے اور ناول لاشعور میں دبی ہوئی تشنہ آرزؤں کی عکاسی کرتے ہیں ممتاز مفتی نے عورت کے دل میں پلنے والی جنسی خواہشات اور حسرتوں کو بیان کیا ہے جو مروجہ معاشرے یا Super Ego کی وجہ سے لاشعور کا حصہ بن جاتی ہیں اور کئی نفسیاتی الجھنوں کی وجہ بنتی ہیں۔

عزیز احمد بنیادی طور پر ہیولاک ایلس کی نفسیاتِ جنسی Studies in the Psychology of Sex سے متاثر تھے انہوں نے جنس کو اپنی تحریروں کا موضوع بنایا اور جنسی حوالے سے گھٹن زدہ زندگی کے نفسیاتی مسائل کی عکاسی کی۔ عصمت چغتائی نے اپنے افسانوں میں بہت بے باکی سے لڑکوں اور لڑکیوں کے جنسی مسائل پر قلم اٹھایا ہے انہوں نے عورت کے دل کی گہرائیوں میں جھانک کر اس کے ان جذبات واحساسات کو تیکھے انداز میں پیش کیا، جو ہمحسوس تو کرتی ہے مگر خوف کی وجہ سے اظہار کرنے سے کتراتی ہے۔ عصمت چغتائی نے دورِ طفولیت کی نفسیات کو بھی پیش کیا ہے۔ منٹو، عصمت چغتائی، ممتاز مفتی اور عزیز احمد نے اردو افسانے میں ایسے دبستان کی بنیاد رکھی جس میں جنس کو کردار کی تعمیر کے سلسلے میں اہم ترین محرک گردانا جاتا ہے ان افسانہ نگاروں کے علاوہ ممتاز شیریں نے یونگ کے اجتماعی لاشعور کے نظریے سے متاثر ہو کر ''دیپک راگ'' جیسا یادگار افسانہ تحریر کیا۔ اس افسانے میں بھی محبت، جنس اور ازدواجی زندگی کے نفسیاتی مسائل کو پیش کیا گیا۔ ممتاز شیریں کے علاوہ اجتماعی لاشعور کے متعلق قرۃ العین حیدر نے بھی چند افسانے تحریر کئے، ''سیتاہرن'' اس حوالے سے قرۃ

العین حیدر کا لازوال افسانہ ہے۔افسانے کا نفسیاتی سطح پر جائزہ لینے سے قبل یہ جان لینا ضروری ہے کہ کسی بھی تخلیق کا نفسیاتی مطالعہ اس کے مکمل ہونے کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ تخلیق سے پہلے شروع ہوتا ہے جس وقت ادیب کسی ادب پارے کو تخلیق کر رہا ہوتا ہے اس وقت وہ ایسے نفسی عوامل اور ذہنی اتار چڑھاؤ سے گزر رہا ہوتا ہے جو نہ صرف اس کی اپنی نفسیات کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ اس کے ارد گرد بکھرے ہوئے حالات وواقعات کی بھی عکاسی ہو رہی ہوتی ہے۔

اردو افسانے نے نفسیات سے جو اصطلاح اپنائی اسے شعور کی رو کا نام دیا گیا ہے۔شعور کی رو سے مراد یہ ہے کہ :

> "Noun: Psychology. A person's thoughts" and conscious reactions to events, perceived as a continuous flow. The term was introduced by William James in his principles of psychology (1890)" (۸)

شعور کی رو میں حال، ماضی اور استقبال میں ذہن میں اٹھنے والے بے ترتیب خیالات اور تاثرات کا احاطہ کیا جاتا ہے شعور کی رو کے ذریعے ادیب یا فنکار زمان و مکان کی پابندیوں سے آزاد ہوا اور اس طرح جہاں افسانے کے موضوعات اور تفاصیل میں گراں قدر اضافہ ہوا وہیں افسانے کے فن میں رنگا رنگی اور تنوع کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ممتاز مفتی تحریر کرتے ہیں :

> "نفسیات نے افسانے کی تکنیک یا ہیئت کو نہیں بدلا اس کا مرکزی خیال اور وحدت تاثر جوں کے توں قائم رہے لیکن اس کے موضوع اور تفاصل میں بے حد اضافہ اور تنوع پیدا ہو گیا ہے" (۹)

یقیناً وحدت تاثر، مرکزی خیال تو افسانے کی تکنیک ہیں اور ان پر نفسیات کا خاطر خواہ اثر نہیں پڑا مگر کردار، موضوع، مکالمہ، حرکات و سکنات، اعمال و افعال سب نفسیات کے تابع رہے ہیں اس کے علاوہ اردو افسانے میں تحلیل نفسی کے اثرات بھی دکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر حنیف فوق کے الفاظ میں :

> "جہاں تک افسانے ۔۔۔۔۔ کا تعلق ہے جدید نفسیات کے اثر سے ان میں تحلیل نفسی کا رجحان آیا" (۱۰)

یہ بات بالکل درست ہے کہ افسانے کے بیشتر تجربات اور انقلابی تبدیلیاں تحلیل نفسی کی مرہون منت تھیں جدید ترین افسانوں میں جو تجریدیت کی فضا قائم ہوئی ہے اس کا مطالعہ بھی تحلیل نفسی کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے اب افسانہ نگار خود کو زمان و مکان کی پابندی سے

آزاد کر کے واقعات اور کرداروں کے اعمال کے مطابق پابندی قبول کرتا ہے اور واقعات کی کڑیوں کو جوڑتا ہے۔اردو افسانہ نگاروں نے کافی حد تک فرائڈ کے نظریات کا اثر قبول کیا انہوں نے سیاسی اور سماجی مسائل کے ساتھ ساتھ جنس کو بھی حقیقت کی نگاہ سے دیکھا۔فرائڈ کے مطابق جنس بنیادی توانائی کا درجہ رکھتی ہے اور ہر صورت اپنے اظہار کی خواہش مند ہے مگر وحشی خواہشات کو Super Ego کی وجہ سے دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔عصمت چغتائی، منٹو، ممتاز مفتی اور عزیز احمد نے مسلم معاشرے کی جنسی گھٹن کو بہترین انداز میں پیش کیا ان کی نظر میں جنس انفرادی نہیں بلکہ سماجی مسئلہ ہے،ان افسانہ نگاروں نے ان شعوری محرکات کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا جو ذہنی کشمکش کو جنم دیتے ہیں فرائڈ نے جنس کا رشتہ،فرد کی شخصیت سے،ذہنی توازن سے اور علم وادب سے جوڑا اس نے تحلیل نفسی پر اپنے پہلے خطبے میں اس بات پر زور دیا:

"جنسی تحریکات نے انسان دماغ کی تمدنی، فنکارانہ اور معاشرتی خصوصیت کی اعلیٰ ترین کارگزاریوں کی تشکیل میں اہم ترین کردار ادا کیا ہے"(۱۱)

ادب پاروں میں جنس کا اظہار جس توانا صورت میں ہوتا ہے فرائڈ نے اس کے لیے libido کو اصطلاح بنا کر پیش کیا اور لاشعور کو جنس کا مرکز قرار دیا۔فرائڈ کے نظریات کی وجہ سے اردو افسانے میں نت نئے تجربات کیے گئے۔حسن عسکری، قرۃ العین حیدر اور احمد علی نے تحلیل نفسی،خواب اور شعور کی رو کے طرز پر منفرد افسانے تحریر کیے۔

مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو ادب اور فن لاشعور میں دبی ہوئی خواہشات کے اظہار کا نام ہے۔افسانہ نگار اپنی لاشعوری کیفیات کو اپنی تحریروں کے ذریعے سامنے لاتا ہے اور اپنی خواہشات کو تسکین پہنچاتا ہے اس طرح ادب اور فن نامکمل آرزؤں کے اظہار کا نام ہے اور ان آرزؤں کا سرچشمہ لاشعور ہے افسانہ نگار اپنے تجربات کے ساتھ ساتھ اپنی لاشعور میں دبی ہوئی خواہشات کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ قاری بھی اتنا ہی لطف اندوز ہو کہ جس قدر افسانہ نگار،ادب کے ذریعے فنکار لاشعور میں موجود تشنہ آرزؤں کو بیان کرتا ہے۔دیوندر اسر تحریر کرتے ہیں:

"یہ احساسات و خیالات ختم نہیں ہوتے بلکہ لاشعور میں زندہ رہتے ہیں اور عیاں ہونے کے لیے تڑپتے رہتے ہیں کیوں کہ ان رجحانات کو کوئی براہِ راست ذریعہ نہیں ملتا۔اس لیے یہ مختلف یا پوشیدہ راستوں کے ذریعے عیاں ہوتے ہیں۔خواب، بیداری کے خواب۔۔۔۔۔۔اور ادب لاشعور کے پروردہ ہیں خواب ہماری دبی ہوئی خواہشات کو براہِ راست عیاں نہیں کرتے کیوں کہ ان پر تحت الشعور کا سنسر ہوتا ہے وہ تمثیل کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں اس طرح ادب بھی دبی ہوئی خواہشوں کی تسکین کا ذریعہ ہے"(۱۲)

ادب کے ذریعے فنکار دبی ہوئی خواہشات کو حرکت میں لاتا ہے اس عمل کو نفسیات میں کتھارسس کا نام بھی دیا گیا ہے۔ادب کے ذریعے دبی ہوئی خواہشات کا اس طرح اظہار کیا جاتا ہے کہ وہ خواہشات تخلیق کا لبادہ اوڑھ کر سماج کے سامنے قابل قبول ٹھہرتی ہیں۔اپنے وسیع ترکینوس کے باوجود اردو ناول اور نفسیات کے باہمی ربط کے حوالے سے نئے موضوعات سامنے آتے رہے ہیں۔ناول نے نفسیات کے زیر اثر جنس، ناسٹلجیا، شعور کی رو، ایذا طلبی، ایذا پسندی، ہم جنس پرستی اور ارتفاع کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔اگرچہ اردو ناول نگاری میں نفسیات کا اثر مغرب کے مقابلے میں نیا ہے کیوں کہ مغرب میں نفسیات کے ادب پر اثرات کے سلسلے میں خاصا کام ہوا ہے۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے ناول میں نفسیاتی شعور اور رجحان کے حوالے سے تحریر کیا ہے:

> ''جدید مغربی۔۔۔۔نفسیات سے شاعری، افسانے اور ڈرامے نے بھی اثر قبول کیا ہے۔ناول اور افسانہ دونوں اس رجحان کی ترجمانی کرتے ہیں۔'' (۱۳)

مغربی نفسیات سے تقریباً تمام اصناف سخن نے اثر قبول کیا مگر افسانے اور ناول میں زیادہ تر نفسی عوامل کارفرما دکھائی دیتے ہیں۔ جہاں تک ناول اور نفسیات کے باہمی ربط کا معاملہ ہے تو سی۔ایم۔جوڈ کی اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے اس نے بہت پتے کی بات کہی ہے۔ غلام حسین اظہر کے ترجمہ شدہ مقالے ''ادبیات پر نفسیات کے اثرات'' میں یہ سطریں بھی ملتی ہیں:

> ''جدید دور میں ناول میں ذہنی اور نفسی اتار چڑھاو کو بھی پیش کیا جانے لگا ہے۔ذہنی سوچ وبچار اور خیالی پلاؤ جیسے داخلی محرکات کو جدید ناول میں اہم مقام حاصل ہے۔۔۔۔۔حقیقت میں ناول کے موضوعات میں داخلی نفسیاتی حقائق کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے۔''(۱۴)

ماہرین نفسیات کے مطابق فنکار کی تمام نفسیاتی الجھنوں، جذباتی اتار چڑھاؤ اور کجرویوں کی وجہ اس کے داخلی محرکات کی باہمی کشمکش ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ناول کے موضوعات میں تنوع، رنگا رنگی، وسعت اور اضافی کیفیت دیکھی گئی، اس طرح ناول نے اپنے نئے موضوعات کو خوش اسلوبی سے سمیٹ لیا۔قصہ چاہے فرد کا ہو یا معاشرے کا، اس کا تانا بانا ہمیشہ نفسیات کے گرد ہی بنا جاتا ہے۔انسانی ذہن میں پیدا ہونے والی کروٹوں کو ناول نے اپنا موضوع بنا کر اس صف کو داخلی عکاس میں تبدیل کر دیا ہے۔ناول نگار اپنی داخلی کیفیات کو تحریر کا موضوع بناتا ہے اور تشنہ آرزؤں کو خوبصورت الفاظ کا لبادہ پہنا کر قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے ۔

References

1.kaleem –ud-din ahmed,Tehleel-nafsi aor adbi tanqeed ,Alfazal nashran kotab Lahore,1991 page 8.

2. kaleem –ud-din ahmed,Tehleel-nafsi aor adbi tanqeed ,Alfazal nashran kotab Lahore,1991 page 9.

3.Doctor Sayed Abdullah ,Isharat –e-Tanqeed,maktaba kheyaban-e-adab Lahore ,bar awal:1966,page 344.

4.doctor sharab radolvi ,Jadeed urdu tanqeed(asool –o-nazriat)Otar pardash urdu akadmy lakhnao,7th addition 2002page 186.

5.Doctor Saleem akhter ,nafsiati tanqeed ,majlas –taraqi adab Lahore,1986 page 57

6. Doctor Saleem akhter ,nafsiati tanqeed ,majlas –taraqi adab Lahore,1986 page56

7.Doctor Saleem akhter ,Takhleeq ,takhleeqi shakhsiaat aor Tanqeed,sang –e-meel publications Lahore,2006,page 11.

8. http://en.m.wikipedia.org?wiki

9.Momtaz Mofti “urdu adab aor nafsiat”mahnama mah –e-noh,Karachi August 1955.

10.Doctor Hanif foq mosbat kadren ,dabistan –e-mashriq ,Dhaka,1968,page 72.

11. Sigmund Freud “General introduction to psycho analysis” Hogarth press London, 1952, P # 232

12.Davendar astar “Adab aor nafsiat”Ishaht- e –awal ,Maktaba shah rah –e-Dehli April 63 page 124.

13.Doctor Abu alalees”urdu Novel per maghrabi aasrat (makala) mashmoola :Mah –e-noh,Karachi,May1950.

14.Gholam Husain Azhar “Adbiat per nafsiat k asrat”(Tarjoma shoda makalay)mashmoola:Tehzeeb –ul-Ikhlaq,(mahnama)Lahore august 1966.